تقریر بابت احمدیت
وقت 5-7منٹ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

پہلی شرطِ بیعت

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا۔

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً اللہ معاف نہیں کرے گا اس کو کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے علاوہ سب کچھ معاف کر دے گا جس کے لئے وہ چاہے اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو یقیناً اُس نے بہت بڑا افترا کیا ہے۔

واحِد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اُس کو فنا نہیں
سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دِل
ڈھونڈو اسی کو یارو! بتوں میں وفا نہیں

معزز سامعین! خاکسار 2006ء میں جب پاکستان سے جلسہ سالانہ برطانیہ میں شمولیت کے لئے لندن آیا تو حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے انفرادی ملاقات کے لئے مسجد فضل لندن میں پیارے حضور کے دفتر میں حاضر ہوا تو حضور نے دورانِ ملاقات مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا" آپ چونکہ کتابیں لکھتے رہتے ہیں۔ مَیں بھی آپ کو اپنی کتاب تحفۃً دیتا ہوں۔"تب حضور نے شرائط بیعت پر خطبات پر مشتمل کتاب بعنوان" شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں" اپنے دستِ مبارک سے دستخط نقش فرما کر مجھے دی۔ جو آج بھی میری لائبریری کی زینت ہے۔ مَیں نے سوچا کہ پہلی 1000 تقاریر کا اختتام مَیں انہی 10 شرائط پر 10 تقاریر تیار کر کے کروں جو خلاصہ ہو گا میری 990 تقاریر کا۔ کیونکہ 10 شرائط بیعت نچوڑ ہے اسلامی تعلیمات کا۔ سو آج ہم پہلی شرط کو حِصار میں لے کر اُس کا احاطہ کرتے ہیں۔ لیکن سب سے پہلے اِن شرائطِ بیعت میں لفظ بیعت کے معانی جاننے ضروری ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت کے معانی اپنے آپ کو بیچنے کے کئے ہیں۔ یعنی جو بھی بیعت کرتا ہے وہ دراصل اپنے آپ کو فروخت کر دیتا ہے۔ حضورؑ نے مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر کوئی اپنا بَیل فروخت کرتا ہے اور اُس کی رقم وصول کرنے کے بعد اُس کا بیل پر کوئی حق نہیں ہوتا اِسی طرح بیعت کرنے والے کا بیعت کرنے کے بعد اپنے پر کوئی حق نہیں کیونکہ وہ اپنے آپ کو امام کے ہاتھ فروخت کر چکا ہوتا ہے۔ یعنی ہر بیعت کنندہ کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ میری ذات، میرا وجود اب میرا نہیں رہا۔ مَیں کسی کے تابع ہو گیا ہوں۔

سامعین! بیعت کے معانی بیان کرنے کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نہایت خوبصورتی سے اُن بیعتوں کے الفاظ بیان فرمائے ہیں جن الفاظ پر آج سے 14 سو سال قبل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے بیعت لی۔ جیسے ایک موقع پر اِن الفاظ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی کہ

"تم اللہ کا کسی چیز کو بھی شریک نہ قرار دو گے اور نہ تم چوری کرو گے اور نہ ہی تم زنا کرو گے اور نہ تم اپنی اولاد کو قتل کرو گے اور نہ تم بہتان طرازی کرو گے اور نہ ہی تم کسی معروف بات میں میری نافرمانی کرو گے۔"

(بخاری کتاب المناقب الانصار)

پھر حضرت عبادہ بن صامتؓ کی ایک روایت کے مطابق ان الفاظ پر بیعت ہوئی کہ

"ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے، آسانی میں بھی اور تنگی میں بھی، خوشی میں بھی اور رنج میں بھی اور ہم اُولوالامر سے نہیں جھگڑیں گے اور جہاں کہیں بھی ہم ہوں گے حق پر قائم رہیں گے اور کسی ملامت کرنے والی کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔" (بخاری کتاب البیعۃ)

پھر حضرت عائشہؓ عورتوں سے بیعت لینے کے حوالے سے بیان کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ الممتحنہ آیت 13 میں درج امور کو سامنے رکھ کر بیعت لیتے تھے۔ جو یہ ہیں۔

”اے نبی! جب مومن عورتیں تیرے پاس آئیں (اور) اس (امر) پر تیری بیعت کریں کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور نہ ہی چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ ہی (کسی پر) کوئی جھوٹا الزام لگائیں گی جسے وہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے سامنے گھڑ لیں اور نہ ہی معروف (امور) میں تیری نافرمانی کریں گی تو تُو اُن کی بیعت قبول کر اور اُن کے لئے اللہ سے بخشش طلب کر۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔“

سامعین! اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

”(سورۃ الممتحنہ میں) جس عہدِ بیعت کا ذکر ہے اُس میں صرف مومن عورتوں کی ذمہ داریوں کا ذکر ہی نہیں ہے بلکہ مومن مرد بھی عہدِ بیعت کے ذریعہ اِس قسم کی روحانی بیماریوں سے اجتناب کا عہد کرتے ہیں۔“

(تعارف سورۃ الصف ترجمہ القرآن صفحہ 1023)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب بیعت لینے کا حکم ہوا تو آپؑ نے اپنے ارد گرد بیعت کرنے والے لوگوں کو بیعت کی اہمیت، افادیت اور برکات بار بار بتاتے تھے۔ جیسے اس بیعت کو ”بیعتِ توبہ“ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

”آپ لوگوں کی یہ بیعت، بیعت توبہ ہے۔ توبہ دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو گزشتہ گناہوں سے یعنی ان کی اصلاح کرنے کے واسطے جو کچھ پہلے غلطیاں کر چکا ہے اُن کی تلافی کرے اور حتّی الوسع ان بگاڑوں کی اصلاح کی کوشش کرنا اور آئندہ کے گناہوں سے باز رہنا اور اپنے آپ کو اس آگ سے بچائے رکھنا۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ توبہ سے تمام گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں معاف ہو جاتے ہیں بشرطیکہ وہ توبہ صدقِ دل اور خلوصِ نیت سے ہو اور کوئی پوشیدہ دغابازی دل کے کسی کونہ میں پوشیدہ نہ ہو۔ وہ دلوں کے پوشیدہ اور مخفی رازوں کو جانتا ہے۔ وہ کسی کے دھوکہ میں نہیں آتا۔ پس چاہیئے کہ اس کو دھوکہ دینے کی کوشش نہ کی جاوے اور صدق سے، نہ نفاق سے، اس کے حضور توبہ کی جاوے۔ توبہ انسان کے واسطے کوئی زائد یا بے فائدہ چیز نہیں ہے اور اس کا اثر صرف قیامت پر ہی منحصر نہیں بلکہ اس سے انسان کی دنیا اور دین دونوں سنور جاتے ہیں اور اسے اس جہان میں اور آنے والے جہان دونوں میں آرام اور خوشحالی نصیب ہوتی ہے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 186-187)

سامعین! اب مَیں آتا ہوں شرائط بیعت میں سے پہلی بیعت کی طرف جو ان الفاظ میں ہے کہ:

”بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اِس بات کا کرے کہ آئندہ اُس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو شرک سے مجتنب رہے گا۔“

شرک سے اجتناب کی شرط کو نمبر 1 پر لا کر حضور علیہ السلام نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ شرائط سے مماثلت اختیار فرمائی ہے۔ اُس وقت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ”اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا“ کے الفاظ ہی کو بیعت کے الفاظ میں سب سے پہلے رکھا تھا۔“

(بخاری کتاب مناقب الانصار)

سب سے پہلے شرک کے لفظ کو سمجھنا ہوگا۔ شرک خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک جاننا کے ہیں۔ کفر اور بُت پرستی بھی اِسے کہہ سکتے ہیں۔ شرک دو طرح کا ہوتا ہے۔ شرکِ جلی یعنی ظاہر و صریح شرک یعنی بُت پرستی اور دوم شرکِ خفی یعنی پوشیدہ شرک۔ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر انسان پر بھروسہ کرنا۔ قبر پرستی، رسومات اور بدعات وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ سورۃ النساء آیت 49 میں فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا۔

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً اللہ معاف نہیں کرے گا اس کو کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے علاوہ سب کچھ معاف کر دے گا جس کے لئے وہ چاہے اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو یقیناً اُس نے بہت بڑا افترا کیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں:

”اسی طرح خدا نے قرآن میں فرمایا وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ... یعنی ہر ایک گناہ کی مغفرت ہو گی مگر شرک کو خدا نہیں بخشے گا۔ پس شرک کے نزدیک مت جاؤ اور اس کو حُرمت کا درخت سمجھو۔“

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 323-324 حاشیہ)

پھر فرمایا:

"یہاں شرک سے صرف یہی مراد نہیں کہ پتھروں وغیرہ کی پرستش کی جائے بلکہ یہ ایک شرک ہے کہ اسباب کی پرستش کی جاوے اور معبوداتِ دنیا پر زور دیا جاوے۔ اسی کا نام شرک ہے۔"

(الحکم جلد 7 نمبر 24 مورخہ 30 جون 1903 صفحہ 11)

پھر قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جب وہ اُسے نصیحت کر رہا تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرا یقیناً شرک ایک بہت بڑا ظلم ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت میں شرک کا خدشہ تھا۔ چنانچہ ایک حدیث ہے:

"عبادہ بن نسی نے ہمیں شداد بن اوس کے بارہ میں بتایا کہ وہ رو رہے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ اس پر انہوں نے کہا۔ مجھے ایک ایسی چیز یاد آگئی تھی جو مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اس پر مجھے رونا آگیا۔ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپؐ نے فرمایا: میں اپنی امت کے بارہ میں شرک اور مخفی خواہشوں سے ڈرتا ہوں راوی کہتے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک میں مبتلا ہو جائے گی؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں! البتہ میری امت شمس و قمر، بتوں اور پتھروں کی عبادت تو نہیں کریں گے۔ مگر اپنے اعمال میں ریاء سے کام لیں گے اور مخفی خواہشات میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اگر ان میں سے کوئی روزہ دار ہونے کی حالت میں صبح کرے گا پھر اس کو اس کی کوئی خواہش معارض ہو گئی تو وہ روزہ ترک کر کے اس خواہش میں مبتلا ہو جائے گا۔"

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 124 مطبوعہ بیروت)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہیں اور دل میں ہزاروں بت جمع ہوں۔ بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر بھروسہ رکھتا ہے جو خدا تعالیٰ پر رکھنا چاہئے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہئے۔ ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بت پرست ہے۔ بت صرف وہی نہیں جو سونے یا چاندی یا پیتل یا پتھر وغیرہ سے بنائے جاتے اور ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے بلکہ ہر ایک چیز یا قول یا فعل جس کو وہ عظمت دی جائے جو خدا تعالیٰ کا حق ہے وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں بت ہے... یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو، خواہ انسان ہو، خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر فریب ہو منزّہ سمجھنا اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا۔ کوئی رازق نہ ماننا۔ کوئی مُعِزّ اور مُذِلّ خیال نہ کرنا۔ کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اسی سے خاص کرنا۔ اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا۔ اپنی تذلّل اسی سے خاص کرنا۔ اپنی امیدیں اسی سے خاص کرنا۔ اپنا خوف اسی سے خاص کرنا۔ پس کوئی توحید بغیر ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی۔ اوّل ذات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ اس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کی طرح سمجھنا اور تمام کو ھالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت خیال کرنا۔ دوم صفات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذات باری کسی میں قرار نہ دینا اور جو بظاہر رب الانواع یا فیض رساں نظر آتے ہیں یہ اسی کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا۔ تیسرے اپنی محبت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید یعنی محبت وغیرہ شعار عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک نہ گرداننا اور اسی میں کھوئے جانا۔"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 349-350)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کے سوا اس کے کسی اسم، کسی فعل اور کسی عبادت میں غیر کو شریک کرنا، یہ شرک ہے اور تمام بھلے کام اللہ تعالیٰ ہی کی رضا کے لئے کرے اس کا نام عبادت ہے۔ لوگ مانتے ہیں کہ کوئی خالق خدا تعالیٰ کے سوا نہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ موت اور حیات خدا تعالیٰ ہی کے ہاتھ اور قبضۂ اقتدار و اختیار میں ہے۔ یہ مان کر بھی

دوسرے کے لئے سجدہ کرتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں اور طواف کرتے ہیں۔ عبادت الٰہی کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے روزوں کو چھوڑ کر دوسروں کے روزے رکھتے اور خدا تعالیٰ کی نمازوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے غیر اللہ کی نمازیں پڑھتے ہیں اور ان کے لئے زکوتیں دیتے ہیں۔ ان اوہام باطلہ کی بیخ کنی کے لئے اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔“

(خطبات نور صفحہ 7-8)

سامعین! اِنسان بالعموم شرکِ جلی سے پرہیز کرتا ہے لیکن شرکِ خفی کو وہ بسا اوقات شرک نہیں گردانتا۔ حالانکہ یہ دوسری قسم کا شرک زیادہ خطرناک ہے کہ جب انسان اپنے کسی عزیز پر بھروسہ کرتا ہے اور اُس کے سہارے زندگی گزارنے کو ترجیح دیتا ہے۔ مبہم سا یہ خیال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دِل میں بھی اپنے والدِ محترم کی وفات پر پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو سنبھالا دیا اور الہاماً فرمایا ”اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ“ کہ کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟۔ شرک سے دُوری اور اُس سے اجتناب سے نازل ہونے والی برکات کا یہ عالَم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آج 136 سال گزرنے کے بعد جماعت احمدیہ کو اتنا دیا ہے، اجتماعی طور پر اور افرادِ جماعت کو انفرادی طور پر بھی اور مسلسل دے رہا ہے کہ دشمن بھی حیران و ششدر ہے۔ جماعت احمدیہ شرکِ جلی اور شرکِ خفی سے بچتے ہوئے توحید الٰہی کا عَلم بلند سے بلند تر کرنے میں مصروف ہے۔ جس کی بدولت اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارش جماعت احمدیہ پر جاری ہے۔ جبکہ دوسرے فرقے کچھ کمی و بیشی کے ساتھ شرکِ خفی میں مصروف ہیں۔ قبر پرستی عروج پر ہے۔ شادی بیاہ اور مرگ پر رسومات و بدعات اور غیر اسلامی افعال کثرت سے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس شرط پر کماحقہ عمل کرتے ہوئے شرک سے بچنے اور توحید کے قیام کی توفیق سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”پہلی شرط بیعت میں شرک سے مجتنب رہنے کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرک سے بیزاری کا اظہار فرماتا ہے۔ پس صرف زبان سے لا الٰہ الّا اللّٰہ کا اقرار کافی نہیں بلکہ دل سے غیر اللہ کو بکلی نکال دینا ضروری ہے۔ توحید پر ایمان ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے سامنے کسی شَے کی کوئی حیثیت نہیں۔“

(خطاب بر موقع جلسہ سالانہ گھانا 2024ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

” عبادالرحمن شرک کے قریب بھی نہیں جاتے۔ شرک خدا تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام گناہ معاف ہوسکتے ہیں لیکن شرک نہیں۔ عبادالرحمن کے ساتھ جو شرک کو مخصوص کیا گیا ہے تو یہ صرف ظاہری شرک نہیں کہ بتوں کی پوجا کی جائے بلکہ شرک خفی سے بھی بچتے ہیں۔ ان کی عبادتوں اور دوسرے حقوق کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ہوتی ہے اور بڑی باریکی سے اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ ان کی کوئی حرکت اور ان کا کوئی عمل کسی قسم کے شرک خفی کا باعث نہ بنے۔ انتہائی محتاط ہوتے ہیں۔ نہ ان کی ملازمتیں ان کی عبادتوں کے سامنے روک بن رہی ہوں۔“

(خطبہ جمعہ 25 ستمبر 2009ء)

حضور خطبہ جمعہ مورخہ 23 مارچ 2012ء میں دس شرائط بیعت بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”پس یہ وہ تعلیم اور خواہشات ہیں جن پر چلنے اور پورا کرنے کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہم سے توقع کی ہے۔ حقیقی بیعت کنندہ کا یہ معیار مقرر کیا ہے۔ پس آج کے دن ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم ان شرائط پر اپنی زندگیاں گزارنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں اور غلطیوں کو معاف فرمائے، انہیں دور فرمائے اور ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر کوئی نیکیاں ہمارے اندر ہیں تو اُن کے معیار پہلے سے بلند ہوتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو بلند کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کے مقصد کو پورا کرنے والے بن سکیں۔“

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان امیدوں پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)